حصّہ ۲ دوم

بحار الانوار

ملّا محمّد باقر مجلسی رحمۃ اللہ

ترجمہ

علّامہ عصر مفتی سیّد طیّب آغا الموسوی الحسینی الجزائری دام ظلہ

در حالات

امام حسین علیہ السّلام

محفوظ بک ایجنسی
امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵
فون: ۴۲۴۲۸۶

تاریخ اشاعت ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء
بار اوّل
ناشر محفوظ بک ایجنسی
مطبع سندھ آفسٹ پرنٹرز
قیمت قسم اوّل

تصدیق صحت آیاتِ قرآنی

کتاب

بحار الانوار

میں نے کتاب ہذا میں آیاتِ قرآنی کو حرفاً حرفاً پورے غور و خوض سے دیکھا اور پڑھا ہے تصدیق کرتا ہوں کہ ان آیات میں کوئی کمی و بیشی اور کتاب میں کوئی غلطی نہیں ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حافظ محمد یٰسین
سند یافتہ
امام نائب جامع مسجد
ڈاکخانہ نمبر ۵ لیاقت آباد
کراچی

فہرست مطالب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

باب ۱

متضمن بر شہادت فرزندانِ مُسلم بن عقیلؓ

ابنِ بابویہ علیہ الرّحمہ نے کتاب امالی میں شیخ اہلِ کوفہ ابو محمدؒ سے روایت کی ہے کہ بعدِ شہادت امام حسین علیہ السّلام دو بچّوں کو حضرت کے لشکر سے قید کر کے ابنِ زیاد کے پاس لے گئے، اُس ملعون نے اُن معصوموں کو قید خانہ میں بھیجا اور داروغۂ زندان سے کہا کہ گرم کھانا اور سرد پانی ان کو نہ دینا اور ایذا اور سختی میں رکھنا۔ غرض وہ دونوں مظلوم دن بھر روزہ رکھتے تھے اور وقتِ افطار اُن کو دو روٹیاں جَو کی اور ایک کوزہ گرم پانی کا ملا کرتا تھا۔ ایک سال اسی حال سے رہے۔ اتفاقاً ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے کہا کہ ہماری مصیبت کو بہت طول ہوا، قریب ہے کہ زندگی ہماری اسی غم و الم میں آخر ہو جائے۔ صلاح یہ ہے کہ جس وقت زندان بان آئے ہم حسب و نسب اپنا اُس کے سامنے بیان کریں اور جو قرابت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے رکھتے ہیں، اس کو ظاہر کریں شاید اس کو ہمارے حال پر رحم آئے اور آب و طعام میں تنگی نہ کرے۔ غرض وقتِ شام زندان بان حسبِ معمول دو قرصِ نان ایک کوزہ آب لے کر آیا۔ چھوٹے لڑکے نے اُس مردِ پیر سے پوچھا: اے شیخ تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہچانتا ہے؟ اُس نے کہا "کیونکر نہیں جانتا وہ میرے نبیؐ ہیں"! پھر پوچھا: "تو جعفرِ طیّار کو جانتا ہے؟" کہا "کیوں نہیں جانتا ان کو حق تعالیٰ نے بہشتِ بریں میں دو پر عطا کیے ہیں جن سے ہمراہ فرشتوں کے پرواز کرتے ہیں۔" پھر پوچھا کہ "امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ کو جانتا ہے؟" اُس نے کہا "کیونکر نہیں جانتا وہ پیغمبرؐ کے داماد اور وصی ہیں۔" پھر لڑکوں نے اُس سے کہا "اے شیخ! ہم تیرے پیغمبرؐ کے اقربا سے ہیں اور فرزند مُسلم بن عقیل ہیں۔ تیرے ہاتھ میں گرفتار ہیں اور طعامِ گرم و آبِ سرد سے محروم ہیں اور اس خرابۂ تنگ و تار میں تُو نے ہم کو محبوس کیا ہے۔" یہ سنتے ہی وہ نیک انجام دونوں صاحبزادوں کے قدموں پر گر کر کہنے لگا "میری جان آپ پر قربان ہو! اے عترتِ رسولؐ یہ درِ زنداں کشادہ ہے جہاں چاہیے چلے جاؤ اور دو روٹیاں اور پانی کا جام اُن کو دیا اور راستہ بتلا دیا اور کہا "راتوں کو سفر کرنا اور دن کو چھپ رہنا تاکہ تمہارے لیے عنایاتِ باری تعالیٰ سے رستگاری ہو۔ دونوں صاحبزادے وقتِ شب روانہ ہوئے، تھوڑی

راہ چلے تھے کہ اثنائے راہ میں ایک ضعیفہ سے ملاقات ہوئی۔ کہا "اے ضعیفہ! ہم دونوں پریشان حال یتیم و
آوارہ وطن ہیں، شہر کی راہوں سے واقف نہیں، یہ وقتِ شب ہے، ایک رات ہم کو مہمان کر اور اپنے
گھر میں جگہ دے، علی الصباح روانہ ہو جائیں گے۔" اُس نیک بخت نے کہا کہ "پیارے بچو! تم دونوں
کون ہو کہ تمہارے بدن کی خوشبو کو کوئی خوشبو نہیں پہنچتی؟" انھوں نے کہا "ہم تیرے پیغمبرؐ سے
قرابت رکھتے ہیں، قید خانۂ ابن زیاد سے قتل کے خوف سے بھاگے ہیں۔" ضعیفہ نے کہا "میرا ایک داماد
دہشت گردار ہے جو لڑائی میں حاضر تھا، مجھے خوف ہے کہ وہ مطلع ہو اور تم کو بے گناہ قید کرے۔"
لڑکوں نے کہا "ایک شب درمیان ہے صبح کو ہم چلے جائیں گے۔" آخر اس صالحہ نے قبول کیا اور اپنے
گھر لے جا کر ان کے لیے کھانا پانی حاضر کیا۔ دونوں صاحبزادوں نے تناول فرمایا۔ اُس وقت چھوٹے
بھائی نے بڑے سے کہا "میں گمان کرتا ہوں کہ یہ شب ہماری حیات کی آخری شب ہے آؤ بغلگیر
ہو لیں۔" پس دونوں بھائی بغلگیر ہو کر سو رہے۔ تھوڑی دیر میں اس عورت کا داماد آیا، دق الباب
کیا۔ ضعیفہ نے پوچھا کون ہے؟ نام بتلایا، پوچھا کیا سبب ہے؟ آج تو اس وقت آیا۔ یہ وقت
تیرے آنے کا نہ تھا۔ اس نے کہا "او! نے تجھ پر میں سخت بد حواس ہوں دروازہ کھول دے کہ زہرہ میرا
شق ہوا جاتا ہے۔ عجب محنت و بلا میں مبتلا رہا۔" پوچھا "کونسی بلا تجھ پر نازل ہوئی؟" کہا "دو لڑکے
قید سے بھاگے ہیں۔ امیر نے کہا ہے جو شخص ان میں سے ایک کا سر لائے ایک ہزار درہم پائے گا۔ اور
جو دونوں کا سر لائے دو ہزار درہم پائے گا۔ لہٰذا میں نے بڑی زحمت اٹھائی۔ لیکن کسی کو نہ پایا۔"
ضعیفہ نے کہا "ہے ہے! تو خدا سے ڈر مبادا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز قیامت تیرے
دشمن ہوں۔" اس بد سرشت نے کہا "سوائے تجھ پر دنیا کی حرص و طمع ہر ایک کو ہوتی ہے۔" اُس
مومنہ نے کہا "کیا کرے گا ایسی دنیا کو جس میں آخرت نہ ہو؟" شقی نے کہا "تیری باتوں سے معلوم ہوتا
ہے کہ گویا امیر کے قیدی تیرے پاس ہیں، چل امیر تجھے بلاتا ہے۔" اُس نے کہا "میں ایک ضعیفہ
شکستہ حال ہوں، مجھ سے کیا چاہتا ہے؟" بولا "دروازہ کھول دے تاکہ شب کو آرام کروں، میں صبح
کو انھیں پھر تلاش کروں گا۔" غرض اُس مومنہ نے دروازہ کھول دیا اور آب و طعام اس کے لیے
لائی۔ تھوڑی سی رات گذری تھی کہ شقی نے ایک صاحبزادے کے سانس لینے کی صدا سنی۔ نہایت
خشمناک اٹھا اور دیوار کو ہاتھ سے پکڑ کر ٹٹولتا چلا۔ اتفاقاً ہاتھ اُس بد ذات کا ایک معصوم
کے پہلو پر پڑا۔ صاحبزادے نے پوچھا "تو کون ہے؟" کہا "میں صاحب خانہ ہوں، تم بتلاؤ کون
ہو؟" کہا "ہم یتیم مظلوم ہیں۔" پھر بڑے نے بھائی کو جگا کر کہا "بھیا! جس چیز کا ڈر تھا وہی درپیش ہے۔"

شقی نے کہا "تم دونوں کون ہو؟" کہا "اگر ہم سچ کہیں تو امان دے گا؟" کہا "ہاں۔" انھوں نے
دوبارہ پوچھا "یعنی پناہ خدا اور رسول ہے؟" اُس شقی نے کہا "قبول کیا ہے۔" معصوموں نے کہا کہ "محمد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کے گواہ ہیں؟" شقی نے کہا "گواہ ہیں۔" مظلوموں نے کہا
"حق تعالیٰ ہمارے اور تمہارے قول پر گواہ ہے؟" کہا "شاہد ہے۔" اُس وقت بیکسوں نے کہا "ہم
تیرے پیغمبرؐ کے اقربا میں سے ہیں، ابن زیاد کی قید اور قتل کے خوف سے بھاگے ہیں۔" اس شقی نے
کہا "موت سے تم بھاگے اور موت ہی میں گرفتار ہوئے۔ بشکرِ خدا کہ تم میرے ہاتھ آئے۔" پھر اٹھ کر
بازو ان بے گناہوں کے باندھے۔ تمام شب دونوں معصوم دست بستہ کھڑے رہے۔ صبح کے وقت
ایک حبشی غلام فلیح نام کو بلا کر کہا "ان دونوں کو کنارۂ فرات لے جا کر قتل کر اور ان دونوں کے سر
لے آ تاکہ میں ابن زیاد کے پاس لے جاؤں اور دو ہزار درہم انعام پاؤں۔" غلام نے تلوار اٹھائی اور
دونوں بچوں کو لے کر چلا۔ تھوڑی راہ طے کی تھی کہ ایک لڑکے نے کہا "اے حبشی! رنگ تیرا بلالؓ
مؤذنِ رسولِ خدا کے رنگ سے بہت مشابہ ہے۔" اُس نے کہا "میرے آقا نے تمہارے قتل کا حکم
دیا ہے، تم کون ہو؟" انھوں نے کہا "ہم تیرے پیغمبرؐ کی عترت ہیں، ابن زیاد کی قید سے بھاگے تھے،
تیری بی بی نے ہمیں مہمان کیا تھا، تیرا آقا ہم کو قتل کرنا چاہتا ہے۔" یہ سنکر وہ غلام نیک انجام ان
دونوں کے پاؤں پر گر پڑا، اور بوسے لیے اور کہا "میری جان تم پر فدا ہو اے عترتِ محمد مصطفےٰ میں
نہیں چاہتا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز قیامت میرے دشمن ہوں۔" یہ کہہ کر شمشیر کو ایک
طرف پھینکا اور آپ نہر میں کود کر ایک طرف سے دوسری طرف عبور کر گیا۔ اُس شقی نے پکارا "اے غلام
تو نے نافرمانی کی اور حکم میرا نہ مانا۔" غلام نے کہا "اے آقا! تیرا کہنا جب تک ماننا کہ خدا کی نافرمانی
نہ کرے، در صورتیکہ تو نے خدا کے حکم کے خلاف کیا، پس میں نے دنیا و آخرت میں تجھ سے بیزاری کا
اظہار کیا۔" پھر اُس شقی نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا "اے فرزند! میں نے دنیا میں اپنا مال حلال اور حرام
سب تیرے لیے جمع کیا، اب میری اطاعت بجا لا اور ان دونوں کو کنارۂ فرات لے جا کر قتل کر اور سر
لے آ تاکہ میں ابن زیاد کے پاس لے جاؤں اور دو ہزار درہم جائزہ پاؤں۔" اُس جوان نے شمشیر ہاتھ
میں لی اور لڑکوں کو لے کر فرات کی طرف چلا۔ تھوڑی راہ چلا تھا کہ چھوٹے بھائی نے کہا "اے جوان
میں تیری جوانی پر آتشِ جہنم کا خوف کرتا ہوں۔" اُس نے پوچھا "تم کون ہو؟" کہا "ہم عترتِ اطہار
سید ابرار ہیں، تیرا باپ چاہتا ہے کہ ہمیں قتل کرے۔" وہ با سعادت مند مدہوش ہو کر کہنے لگا "میری جان
آپ پر فدا ہو، اے عترتِ رسولؐ! خدا نہ کرے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز محشر میرے دشمن

ہوں۔ یہ کہہ کر تلوار کو پھینک دیا اور خود نہر میں کود پڑا اور پیر کر دوسری جانب نکل گیا۔ وہ ملعون چلاتا کہ اے فرزند! تو نے بھی نافرمانی کی۔" اس نے کہا اس نافرمانی سے خدا کی اطاعت بہتر ہے۔ اور معصیت سے جہنم ہے۔" اس وقت شقی نے کہا "سوا میرے تمہارا کوئی قاتل نہ ہوگا۔" پس تلوار اٹھا کر بچوں کو ہمراہ لیا اور فرات کے کنارے پر جا کر شمشیر نیام سے نکالی۔ دونوں صاحبزادے بے اختیار زار زار رونے لگے اور کہا اے شیخ ہم کو بازار میں لے جا کر بیچ ڈال اور پیغمبرؐ کی دشمنی کو مول نہ لے۔ اس نے کہا نہیں! میں ذبح کروں گا اور ابنِ زیاد سے انعام پاؤں گا۔" اُن مظلوموں نے کہا "اے شیخ پیغمبرؐ کی قرابت کا لحاظ و پاس نہیں کرتا۔" اس نے کہا "تم کو قرابتِ رسولؐ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔" معصوموں نے کہا "اے شیخ! ہم کو ابنِ زیاد کے پاس لے جا تاکہ وہ جو چاہے حکم کرے۔" اس بے رحم نے کہا "میں تم کو قتل کیے بغیر اس کے پاس نہیں جا سکتا۔" ان بیکسوں نے کہا "اے شیخ تجھ کو ہماری کمسنی پر رحم نہیں آتا؟" اس لعین نے کہا "حق تعالیٰ نے رحم میرے دل میں پیدا نہیں کیا۔" آخر یتیموں نے کہا "اے شیخ اگر ہم کو ضرور قتل کرے گا تو اتنی مہلت دے کہ چند رکعت نماز پڑھ لیں۔" کہا "پڑھ لو اگر نفع بخشے۔" بچوں نے چار چار رکعت نماز بخضوع و خشوع پڑھی اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی یَا حَیُّ یَا حَکِیْمُ یَا اَحْکَمَ الْحَاکِمِیْن ہمارے اور اس شخص کے درمیان براستی حکم فرما۔ اس کے بعد اُس شقی نے بڑے صاحبزادے کو تلوار لگائی اور سر جدا کر کے توبڑہ میں رکھا۔ چھوٹا بھائی دوڑ کر بڑے بھائی کے خون میں لوٹتا تھا اور کہتا تھا، اسی حال میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کروں گا۔ اس سنگدل نے کہا "خاطر جمع رکھ کہ تجھے بھی تیرے بھائی سے ملحق کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر اس بچے کے بھی ضربت لگائی اور سر جدا کر کے توبڑے میں رکھا اور دونوں لاشیں دریا میں پھینک دیں۔ جب دربارِ ابنِ زیاد میں گیا تو وہ شقی کرسی پر بیٹھا تھا اور چھڑی اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس ملعون نے دونوں بچوں کے سر اس کے سامنے رکھ دیئے ابنِ زیاد نے جونہی ان دونوں سروں کو دیکھا اٹھ کھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا پھر کھڑا ہوا اور بیٹھا۔ تین مرتبہ یوں ہی کیا اور قاتل سے خطاب کیا "وائے ہو تجھ پر تو نے ان کو کہاں پایا۔" کہا میرے گھر میں ایک بڑھیا نے ان کو مہمان کیا تھا۔" ابنِ زیاد نے کہا "تو نے رعایتِ مہمانی کا بھی کوئی پاس نہیں کیا۔" اس نے کہا "نہیں۔" ابنِ زیاد نے کہا "انھوں نے تجھ سے کچھ کہا تھا۔" کہا "مجھ سے کہتے تھے، اے شیخ! ہم کو بازار میں لے جا کر فروخت کرلے اور قیمت سے منتفع ہو اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی گوارا نہ کر۔" ابنِ زیاد نے کہا "پھر تو نے کیا جواب دیا؟" کہا "میں نے کہا تم کو قتل کر کے سرامیر کے پاس لے جاؤں گا تاکہ جائزہ پاؤں۔" پوچھا "انھوں نے کیا جواب دیا؟" کہا "انھوں نے درخواست کی کہ ہم کو ابنِ زیاد کے

پاس زندہ لے چل وہ جو چاہے حکم کرے۔" پوچھا "پھر تو نے کیا جواب دیا؟" کہنے لگا "میں نے کہا تم کو قتل کیے بغیر باریابی وہاں نہ ملے گی۔" ابنِ زیاد نے کہا "تو انھیں زندہ کیوں نہ لایا کہ میں تمھیں دو چند صلہ دیتا۔" کہا "مجھے یہ نہ معلوم تھا کہ ان کے خون کے سوا تیرا تقرب حاصل کر سکتا ہوں۔" ابنِ زیاد نے کہا پھر لڑکوں نے کیا جواب دیا۔" شقی نے کہا "کہنے لگے تو قرابتِ رسولؐ کا پاس و لحاظ نہیں کرتا۔" ابنِ زیاد نے پوچھا "تو نے کیا جواب دیا؟" کہا "میں نے ان کی قرابت کا انکار کیا۔" ابنِ زیاد نے پوچھا "پھر انھوں نے کیا کہا؟" شقی نے کہا "کہنے لگے ہماری کمسنی اور خورد سالی پر تجھے رحم نہیں آتا؟" ابنِ زیاد نے کہا تجھے رحم نہ آیا؟" اُس ملعون نے کہا کہ "میں نے اُن سے کہا کہ حق تعالیٰ نے رحم میرے دل میں خلق نہیں کیا۔" ابنِ زیاد نے پوچھا "آخر میں انھوں نے کیا درخواست کی؟" کہا "انھوں نے کہا کہ اگر تجھے ہمارا قتل ہی منظور ہے تو ہم کو نماز پڑھ لینے دے۔" میں نے کہا "اگر نماز کچھ نفع دے تو پڑھ لو۔ الغرض دونوں بچوں نے چار چار رکعت نماز پڑھی۔" ابنِ زیاد نے پوچھا "نماز کے آخر میں کیا کہا؟" کہنے لگا "ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہنے لگے "یَا حَیُّ یَا حَکِیْمُ یَا اَحْکَمَ الْحَاکِمِیْنَ ہمارے اور اس شخص کے درمیان تو ہی براستی حکم فرما۔" ابنِ زیاد نے کہا "احکم الحاکمین نے حکم کر دیا۔" یہ کہہ کر ابنِ زیاد اپنے آدمیوں کی طرف متوجہ ہوا اور پکارا کہ ہے کوئی کہ اس فاسق کو ٹھکانے لگائے۔ ایک شخص نے کہا کہ میں حاضر ہوں۔ حکم ابنِ زیاد نے کہا، جہاں اس نے ان لڑکوں کو مارا ہے وہیں لے جا کر اسے قتل کر مگر اس خبیث کا خون ان کے خون سے ملنے نہ پائے اور جلد اس کا سر لے آ۔ اس شخص نے اسی طرح کیا اور اس کا سر نیزہ پر ایسی جگہ رکھوایا کہ شہر کے بچے ڈھیلے اور پتھر مارتے اور کہتے تھے اِس ملعون نے اولادِ پیغمبرؐ کو قتل کیا تھا۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ مناقبِ قدیمہ میں یہ قصہ تھوڑے تغیر کے ساتھ منقول ہے محمد بن یحییٰ ذہلی سے روایت ہے کہ بعد شہادت جناب سید الشہداؑ و اسیریِ اہلبیتؑ دو لڑکے لشکرِ ابن زیاد سے بھاگے، ایک کا نام ابراہیم اور دوسرے کا محمدؐ تھا۔ یہ دونوں جعفرِ طیّار کے صاحبزادے تھے۔ اثنائے راہ میں ایک ضعیفہ سے ملاقات ہوئی جو نہر میں پانی بھر رہی تھی۔ وہ عورت اُن کا حسن و جمال دیکھ کر پوچھنے لگی تم کون ہو؟ بچوں نے جواب دیا ہم اولادِ جعفرِ طیّار ہیں، لشکرِ ابنِ زیاد سے بھاگے ہیں۔ عورت نے کہا، میرا شوہر لشکرِ ابنِ زیاد میں رہتا ہے، ڈرتی ہوں کہ رات کو نہ آجائے وگرنہ تمھیں بدل و جان مہمان کرتی۔ ان دونوں ماہ پاروں نے کہا، تو ہمیں لے جا شاید کہ تیرا شوہر آج شب کو نہ آئے۔ خلاصہ وہ زنِ صالحہ ان کو گھر لے گئی اور اُن کے لئے کھانا لائی۔ انھوں نے کہا ہم کو حاجتِ طعام نہیں البتہ ایک جا نماز لادے تاکہ نمازیں پڑھیں۔ الغرض دونوں نمازیں پڑھ کر فرشِ خواب پر گئے۔ اس وقت چھوٹے بھائی

نے بڑے سے کہا مجھ کو اپنی آغوش میں لے لو اور میرے بدن کی خوشبو سونگھو۔ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ شب ہماری حیات کی آخری شب ہے۔ باقی حالات موافق روایت سابق کے ہیں۔ یہاں تک کہ اُس ملعون نے تلوار کھینچی، بڑے لڑکے کو قتل کیا اور لاش فرات میں ڈال دی۔ اُس شقی کو چھوٹے نے قسم دی اور کہا تھوڑی دیر مجھے اپنے بھائی کے خون میں لوٹ لینے دے۔ اُس نے کہا کہ اس سے کیا حاصل ہے۔ لڑکے نے کہا مجھے یونہی منظور ہے۔ پس ایک ساعت خونِ ابراہیم میں غلطاں رہا، اس ملعون نے کہا اُٹھ! وہ نہ اُٹھا۔ آخر تلوار پشتِ سر پر لگائی اور گردن سے سر کو قطع کیا۔ اور بدن نہرِ فرات میں ڈال دیا۔ چھوٹے بھائی کا بدن پانی پر ٹھہرا رہا جب دوسرے بھائی کی نعش پانی میں ڈالی گئی تو پہلی نعش پانی کو شق کرتی ہوئی چھوٹے بھائی کے نعش کے پاس آئی اور دونوں بھائی ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر غرقِ دریائے رحمتِ الٰہی ہو گئے۔ اُس وقت اُس شقی نے یہ آواز لاشوں سے سنی کہ بارِ الہا! تو جانتا ہے اور دیکھتا ہے جو سلوک اس ملعون نے ہمارے ساتھ کیا۔ ہمارا انتقام اس سے لے۔ راوی کہتا ہے کہ عبید اللہ ابنِ زیاد نے نادر نام ایک غلام کو بلایا اور اشارہ کیا کہ اس ملعون کی مشکیں باندھ لے اور جہاں اس نے لڑکوں کو قتل کیا ہے لے جا کر قتل کر اور اس کے کپڑے اُتار لے اور دس ہزار درہم میں نے تجھے دیئے اور آزاد کیا۔ غرض غلام اس بد انجام کو اسی مقام پر لے گیا۔ اُس ملعون نے کہا، اے نادر! تو بالفرور مجھے قتل کرے گا۔ راوی کہتا ہے کہ پس غلام نے اسے قتل کیا اور جیفۂ ناپاک اس کا فرات میں پھینک دیا۔ پانی نے اُس ناپاک کو قبول نہ کیا اور کنارِ نہر ڈال دیا۔ آخر بموجب حکمِ ابنِ زیاد اُس کی لاش جلا دی گئی۔ اس طرح وہ شقی داخلِ جہنم ہوا۔

باب (۲)

اُن وقائع میں جو اہلبیتؑ پر بعدِ شہادت تا مدینۂ منورہ واقع ہوئے

سیّد ابنِ طاؤس علیہ الرحمہ نے کتابِ لہوف میں اور شیخ ابن نما نے مثیر الاحزان میں روایت کی ہے کہ عمرِ سعد نے روزِ عاشورا سرِ سیّد الشہداءؑ خولی بن یزید اصبحی اور حمید بن مسلم کے ساتھ ابنِ زیاد کے پاس بھیجا اور حکم کیا کہ سرہائے اصحابِ حسین علیہ السّلام بھی بدن سے جدا کرو اور ان کو شمر بن ذی الجوشن اور قیس بن اشعث و عمرو بن حجاج کے ہمراہ روانہ کیا۔ الحاصل وہ ملعون کوفہ میں پہنچے اور عمرِ سعد دوسرے دن کربلا میں تا زوالِ آفتاب رہا۔ اس کے بعد وہ بھی روانہ ہوا اور اہلبیتِ اطہار کو شترانِ بے کجاوہ پر سوار کر کے مانند اسیرانِ ترک و روم لے چلا، شاعر نے خوب کہا ہے۔ ؎

یُصَلِّی عَلَی الْمَبْعُوْثِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ   وَيُغْزٰى بَنُوْهُ اِنَّ ذَا الْعَجَبْ

یعنی دُرود پیغمبرِ ہاشمی (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم) پر بھیجتے ہیں اور اس کی اولاد سے جنگ کرتے ہیں یہ عجب ماجرا ہے۔ الغرض جب وہ بد انجام دشتِ کربلا سے روانہ ہوا، ایک گروہ نے قوم بنی اسد سے آکر لاشہائے شہدا و خون آلودہ اور نعش ہائے طاہرہ پر نمازیں پڑھیں اور ان کو اس طرح دفن کیا کہ جس طرح بالفعل ضریحیں موجود ہیں۔ **شیخ مفید** علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السّلام کو وہاں دفن کیا جس جگہ اس وقت مرقدِ اطہر ہے اور علی اصغر کو حضرت کے پائین پا اور شہدائے اہلبیتؑ و اصحاب کو حضرت کے پائینِ پا دفن کیا جس مقام پر کہ شہید ہوئے تھے جہاں کہ اب روضۂ اقدس موجود ہے۔ سیّد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب پسرِ سعد اہلبیتؑ کے ہمراہ کوفہ کے قریب پہنچا تو اہلِ کوفہ بطور تماشائیوں کے آئے۔ ایک عورت نے پشتِ بام سے پوچھا کہ تم کہاں کے قیدی ہو۔ اہلبیت علیہم السلام نے فرمایا "ہم اسیرانِ آلِ محمدؐ ہیں۔ یہ سُنکر وہ عورت نیچے اُتر آئی اور کچھ چادریں لا کر مخدرات کو پیش کیں۔ انھوں نے قبول فرمائیں۔ سیّد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ امام زین العابدین علیہ السّلام اہلبیتِ اطہار کے ہمراہ بشدت بیمار تھے اور حسن مثنیٰ فرزند امام حسن علیہ السّلام بھی اپنے عمِّ عالی مقدار کے ہمراہ کربلا میں شریکِ رنج و محن رہے اور زخمِ کاری کھائے۔ کچھ رمق جان باقی تھی کہ اُن کو اُٹھا لائے۔ ان کے علاوہ دو فرزند امام حسنؑ زیدؑ اور عمروؑ بھی ان کے ساتھ تھے۔ القصہ اہلِ کوفہ اسیرانِ اہلبیتؑ کو دیکھ کر نوحہ اور گریہ کرنے